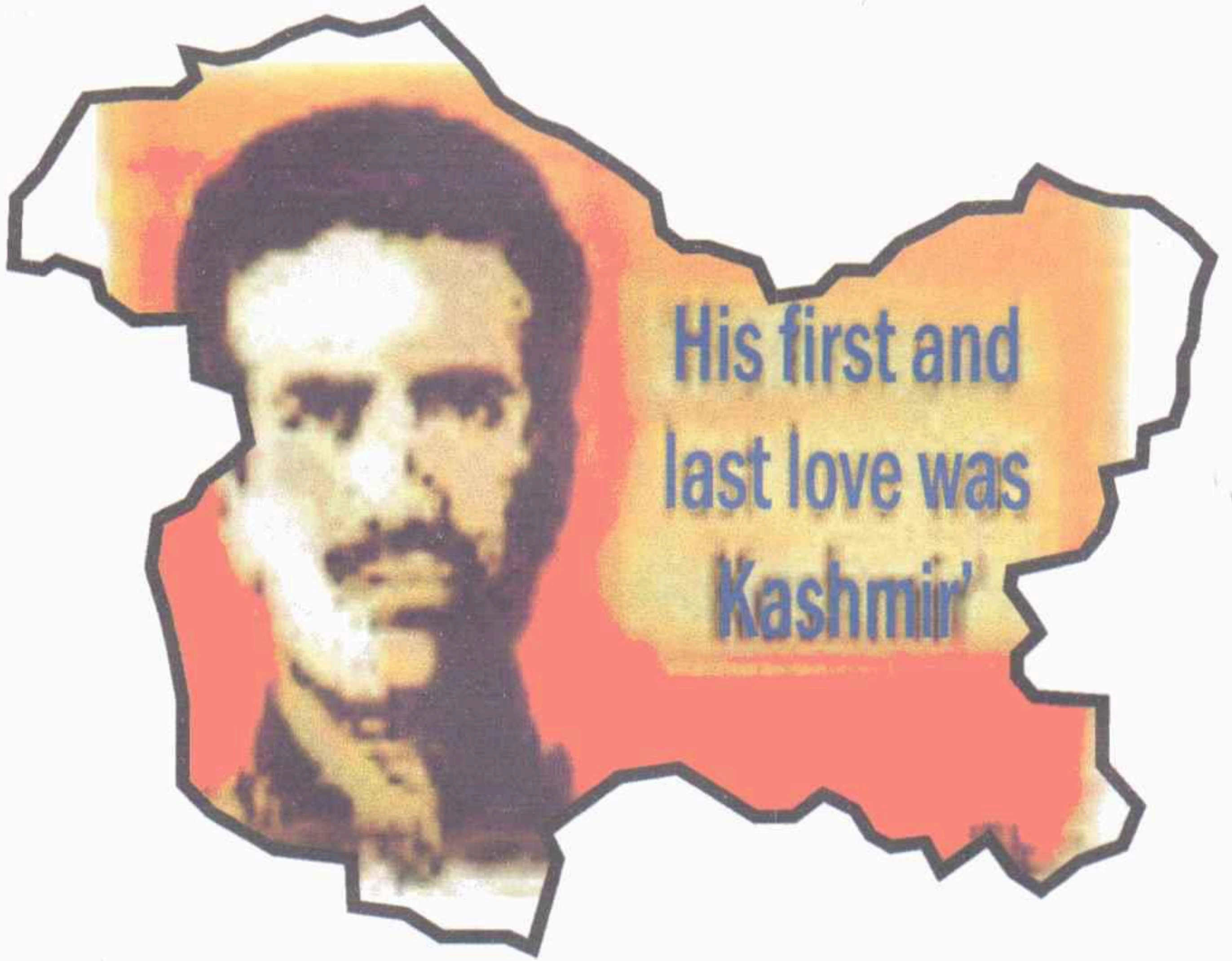


# ہمارا پیغام

مقبول احمد بٹ (شہید)



شائع کردہ:

شعبہ نشر و اشاعت جموں و کشمیر محاز رائے شماری  
میرپور آزاد کشمیر



# ہمارا پیغام

مقبول احمدیٹ (شہید)

جموں و کشمیر محاذ رائے شماری کے سالانہ کنونشن  
منعقدہ مئی ۱۹۷۲ء بمقام میرپور کے موقع پر  
شہید کشمیر جناب مقبول احمدیٹ کے خطاب  
کا مکمل متن



شائع کردہ :-

شعبہ نشر و اشاعت جموں و کشمیر محاذ رائے شماری

میرپور (آزاد کشمیر)



## قومی ترانہ

سید امجد علی اشہری اٹاوی

ہر ملک تھا جہاں میں افسانہ خواں ہمارا  
 لہراتے تھے جہاں میں فوجوں کے اپنے پرچم  
 پشیمین، سوت، ریشم مشہور تھا یہاں کا  
 کنجواب کے عوض میں سونا تھا ہم کو ملتا  
 کشمیر کے دو شالے دنیا میں فرد نکلے  
 پتھر کی صنعتوں میں یہ ملک تھا نمونہ  
 ہے زعفران ہماری پھولوں سے بڑھ کر اب بھی  
 سونے کی کانیں اس میں قسمت جگا رہی ہیں  
 گر صنعتیں یہاں کی پھر زندہ ہوں تو دیکھو  
 جب تک جہاز اپنے ہر سو رواں نہ ہوں گے  
 اٹھے اسی زمین سے جینا اسی زمیں پر  
 مردے ہوئے تو کیا ہے تم پھر جلا لو ہم کو  
 اے اشہری جہاں میں ہم خاک ہو چکے ہیں  
 اکیر اب بنائے کشتہ جہاں ہمارا

کشمیر کا یہ قومی ترانہ آج سے ۱۱۱ برس پہلے ۱۸۸۶ء میں لکھا گیا۔ اس میں جہاں کشمیر  
 کی عظمت رفتہ کا احساس دلایا گیا ہے وہاں کشمیریوں کو حال اور مستقبل میں دنیا کی  
 آزاد اور باوقار قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کا درس بھی دیا گیا ہے۔  
 (مصنف)



# شہید کشمیر تو امر ہے

دلاد رنگار

یہ صبح کی فصل ہو گیا ہے  
شہید کشمیر تو امر ہے  
اور اب ہے حالات کا یہ پہلو  
شہید کشمیر تو امر ہے  
بنے گی شاہد وہ روزِ محشر  
شہید کشمیر تو امر ہے  
تو دار پر چڑھ کے مسکرایا  
شہید کشمیر تو امر ہے  
مگر دیا وہ جلا گیا تو  
شہید کشمیر تو امر ہے  
جہاد تیرے لیے عبادت  
شہید کشمیر تو امر ہے  
عظیم تھا تو حیات ہی میں  
شہید کشمیر تو امر ہے  
ہمارے نا افسریدہ ہے تو  
شہید کشمیر تو امر ہے  
زمین نے دیکھا نہیں ہے جن کو  
شہید کشمیر تو امر ہے  
کہ جنگ شب سے شکستِ شب تک

یہ چاند جو آج سو گیا ہے  
طلوع جس کا قریب تر ہے  
بہار کا منتظر تھا کل تو  
کہ تو ہماروں کا منتظر ہے  
چھپا ہے جس آستین میں خنجر  
کہ یہ گواہی بھی معتبر ہے  
قضا کو تو نے گلے لگایا !  
یہ کارنامہ بھی تیرے سر ہے  
اہل کے منہ میں چلا گیا تو  
کہ جس سے خود آندھیوں کو ڈر ہے  
اہل ہے تیرے لیے شہادت  
بڑا مقدس تیرا سفر ہے  
چمک رہا تھا تو رات ہی میں  
شہید ہو کر عظیم تر ہے  
عوام کا شوہرِ دیدہ ہے تو  
تو شہید کشمیر کی سحر ہے  
نہیں ہے جن کی خبر بھی دن کو  
اُن آسمانوں کا تو مقرر ہے  
ہوئی ہے ثابت یہ بات اب تک

تو ایک تاریخ مختصر ہے  
شہید کشمیر تو امر ہے



Handwritten text in Arabic script, likely a title or reference, located above the photograph.





جہتوں کشمیر معاذ رائے شماری کا۔ سالانہ کنونشن ۲۲۔۲۵۔۲۶ مئی ۱۹۷۷ء کو ممبئی پر  
 کے مقام پر منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں معاذ کی خصوصی دعوت پر لندن سے  
 ڈاکٹر فاروق عبد اللہ نے بھی شرکت کی۔ کنونشن کے موقع پر سبکدوش ہونے  
 والے صدر جناب مقبول احمد بٹ نے اجلاس عام سے جو خطاب کیا۔ اس کا مکمل  
 متن قارئین کے لیے اگلے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔  
 جناب مقبول احمد بٹ کے آواز میں اس  
 خطاب کا کیسٹ معاذ کے مرکزی دفتر میں  
 محفوظ ہے۔







”مہمان گرامی“ صاحب صدر اور معزز حضرات۔

آپ کے سامنے تقریریں کرنے کے ہمیں اور بھی مواقع ملیں گے اور آپ کے سامنے اظہار خیال کے اور کئی ایسے موقعے ملیں گے۔ جن میں ہم تفصیل کے ساتھ آپ کے گفتگو کریں گے۔ اس وقت میں صرف ایک دو باتیں آپ سے عرض کر دوں گا اور اس کے بعد رخصت ہو جاؤں گا۔

سب سے پہلے میں ایک نعرہ لگاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ آپ پورے خلوص کے ساتھ اور پوری دہشیت کے ساتھ اس کا جواب دیں گے۔ یہ ہمارا نعرہ کسی خوشامدی کا نعرہ نہیں ہے کہ ہم نے اس سے کسی کو خوش کرنا ہے اور نہ ہم نے کسی کو اس سے ناراض کرنا ہے۔ بلکہ یہ ہمارے عزم کا اظہار ہے۔ ہمارے حوصلے کا اظہار ہے۔ ہمارے ارمانوں کا اظہار ہے۔ ہماری اُمشوں کا اظہار ہے۔

میں نعرہ لگاؤں گا، ”یہ وطن“ اور آپ پورے شوق اور پورے ذوق اور پورے دور سے کہیں ”ہمارا ہے“

(نعرہ، ”یہ وطن“)

(جواب، ”ہمارا ہے“)

نہیں۔ جب آپ یہ کہیں کہ ”یہ وطن ہمارا ہے“ تو اس سے اُن لوگوں کے ایران لرز اٹھنے چاہئیں۔ جن لوگوں کے دماغوں میں، جن کے ذہنوں میں ہماری قوم کو، ہمارے وطن کو، غلام بنانے کے خیالات ہیں، غلام بنانے کے گمان ہیں اُن کے ایران، اُن کے قعر لرز اٹھنے چاہئیں۔ اتنے زور سے اتنی دہشیت سے۔ اتنے لگاؤ سے نعرہ لگائیں۔

(نعرہ، ”یہ وطن“)

(جواب، ”ہمارا ہے“)

(نعرہ، ”یہ وطن“)

(جواب، ”ہمارا ہے“)



نعرہ، یہ وطن؟ (جواب) "ہمارا ہے"  
 نعرہ، یہ وطن؟ (جواب) "ہمارا ہے"  
 اگر یہ وطن ہمارا ہے تو بتائیے کہ اس پر حکومت کسے کرنی چاہیے۔  
 (جواب) ہمیں کرنی چاہیے۔

پھر میں کہوں گا "اس پر حکومت"۔ آپ جواب دیجئے۔ "ہم کریں گے"  
 نعرہ، اس پر حکومت؟ (جواب) ہم کریں گے  
 اس پر حکومت؟ ہم کریں گے  
 اس پر حکومت؟ ہم کریں گے  
 ابھی اگر آپ اس پر حکومت کریں گے تو اس کی حفاظت کون کرے گا؟  
 جواب :- "ہم کریں گے"

چین سے حفاظت کرائیں گے؟ جواب "نہیں"  
 پاکستان سے کرائیں گے؟ "نہیں"  
 ہندوستان سے کرائیں گے؟ "نہیں"  
 روس سے کرائیں گے؟ "نہیں"  
 امریکہ سے کرائیں گے؟ "نہیں"  
 تو پھر کس سے کرائیں گے؟ "ہم کریں گے"  
 تو پھر کیسے اس کی حفاظت؟ (جواب) "ہم کریں گے"  
 اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"  
 اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"  
 اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"

اس کے بعد ایک اور نعرہ لگانے لگا ہوں۔ یہ بھی ہمارے ایک غم کا اظہار ہے  
 اس کی آزادی کی جنگ کون لڑے گا؟

جواب "ہم لڑیں گے"  
 نہیں۔ ایمانداری سے بتائیے فیصلہ کیجئے۔ آج ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ اس کی آزادی کی  
 جنگ کون لڑے گا۔ میں نعرہ لگاؤں گا کہ اس کی آزادی کی جنگ  
 آپ جواب دیجئے۔ "ہم لڑیں گے"  
 نعرہ، اس کی آزادی کی جنگ؟ (جواب) "ہم لڑیں گے"



نہیں۔ آپ پورے زور کے ساتھ، پورے عزم کے ساتھ اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کی آواز نکلتی چاہئے۔ ہاتھ بلند کر کے جواب دیجئے۔

نعرہ، آزادی کی جنگ؟ (جواب) ہم لڑیں گے  
 آزادی کی جنگ؟ " ہم لڑیں گے  
 آزادی کی جنگ؟ " ہم لڑیں گے  
 آزادی کی جنگ؟ " ہم لڑیں گے

حضرات :-

آزادی کی جنگ لڑنے کا ہم نے ابھی جو عہد کیا ہے اس کے بارے میں صرف تین باتیں ہیں آپ سے کہوں گا۔ جب ہم آزادی کی جنگ لڑیں گے تو آزادی کی یہ جنگ لڑنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ آزادی کی جنگ میں ہمارا دشمن کون ہے۔ جب تک کسی قوم کو۔۔۔ جب تک کسی عوام کو۔۔۔ جب تک کسی ملک میں رہنے والے لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کی آزادی کا مناسب کون ہے۔ انہیں اندازہ کس نے بنایا ہے۔ انہیں معلوم کس نے رکھا ہے۔ تب تک وہ آزادی کی جنگ نہیں لڑ سکتے۔ اس لیے ہمارا دشمن ہر ایک ہر وہ قوم ہوگی۔ ہر وہ ملک ہوگا۔۔۔ ہر وہ ریاست ہوگی۔ جو ہمارے حق خود ارادیت کا انکار کرے۔

"منظور ہے آپ کو؟" (جواب) "منظور ہے"  
 "منظور ہے؟" "منظور ہے"

تو دشمن ہر ایک۔ ہر وہ قوم، ہر وہ جماعت، ہر وہ انسان، ہر وہ فوج اور اس فوج کا ہر سپاہی ہوگا جو ہمارے حق خود ارادیت اور حق آزادی کی نفی کرتا ہے۔ اس کے بعد سنئے۔ میں قوم کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے صرف نعرے ہی نہیں لگانے ہیں۔ میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی ہے۔ اس کے بعد سن لیجئے۔ آزادی کی جنگ لڑنے کے لیے ہمیں ایک اور عنصر سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہماری اپنی قوم میں ان لوگوں کے ایجنٹوں کے کارول ادا کرتے ہیں جو ہماری آزادی کے دشمن ہوتے ہیں۔ آپ کو اس غدار عنصر سے۔۔۔ آپ کو اس گماشتہ ٹولے سے۔۔۔ آپ کو ان ہر دنی حاشیہ برداروں سے خبردار رہنا چاہیے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ بندی کے لائنوں کے اُس پار بخشی غلام محمد کے روپ میں۔۔۔ میر قاسم کے روپ میں اور صادق کے روپ میں آتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں سردار قیوم کے روپ میں آتے ہیں۔

سن لیجئے۔ ہماری جنگ ہر اُس حکمران ٹولے سے ہے۔ چاہے وہ آزاد کشمیر میں ہے



چاہے وہ مقبوضہ کشمیر میں ہے، جو ہماری آزادی کی جنگ میں رکاوٹ کھڑی کرتا ہے۔

کیئے۔ جو آپ کی قومی آزادی کی جنگ میں رکاوٹ کھڑی کرے، چاہے وہ اس ملک کا رہنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ دشمن سے آپ کا ہے کہ نہیں؟ ایمانداری سے بتائیں وہ آپ کا دشمن ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ”ہے“

اس کے خلاف جنگ لڑنا آپ کا فرض ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ”ہے“

اس کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ”ہے“

اگر ہے تو اس جہاد کے لیے تیار کیجئے اپنے آپ کو۔ اس حکمران ٹولے کو۔ ان تمام لوگوں کو جو جنگ بندی لائیں گے اُس طرف ہندوستان کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور جنگ بندی لائن کے اس طرف پاکستان کی لوکر شاہی کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف ہر محاذ پر۔ چاہے وہ سیاسی محاذ ہے۔ چاہے وہ الیکشن کا محاذ ہے۔ چاہے وہ جنگ کا محاذ ہے۔ اگر وہ بھڑ مارتے ہیں تو ان پر گولے چلائیے اگر وہ آپ پر اینٹ مارتے ہیں تو ان پر سنگ باری کیجئے۔ اگر وہ آپ کے راستے میں کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں ٹھوکر مار کر اپنے راستے سے ہٹا دیجئے۔

یہ جنگ جو ہے۔ قومی آزادی کے جنگ جو ہوتی ہے۔ ہر محاذ پر لڑی جاتی ہے۔

ہمارے سماج میں، ہماری سوسائٹی میں چاہے وہ مزدور ہو، چاہے کسان ہو، چاہے وہ تاجر ہو، ہر وہ طبقہ جس کے خلاف نوکرشہی یا اُس کے آلہ کار ظلم روا رکھتے ہیں۔ ان کا احتمال روا رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خلاف اپنے صفوں کو منظم کرنا اور ان کے خلاف میدانِ جنگ میں کود پڑنا یہی جہاد ہے، یہی جنگ ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کیجئے۔

حضرات۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو اور بالخصوص اپنے مہمانِ خصوصی کو۔ جناب ڈاکٹر فردق صاحب کو۔ ان کی نوٹس میں کچھ باتیں لانا چاہتا ہوں۔ میں ایمانداری سے آپ کو بتانا ہوں۔ جب سے فاروق عبداللہ صاحب یہاں تشریف لائے ہیں، ہماری ان کے ساتھ کوئی نشست ہی نہیں ہو سکی جس میں ہم انہیں یہاں کی صورتِ حال بتاتے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم ڈینکے کے چوڑے عوام کے سامنے صورتِ حال ان کے سامنے رکھیں گے۔ عوام انہیں بتائیں گے کہ یہاں کی صورتِ حال کیا ہے۔ مبادا کوئی یہ نہ کہے کہ چونکہ وہ ہماری دعوت پر



آئے ہیں۔ ہمارے مہانے ہیں۔ اس لیے ہم نے انہیں کوئی ایسی بات نہ بتائی ہو کہ وہ غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ ہم نے ان کے ساتھ کوئی ایسی بات کی ہو جس میں وہ یہ سمجھیں کہ اس میں ہمارا کوئی پارٹی مفاد ہے۔

### حضرات :

آپ کو معلوم ہے کہ اسے آزاد کشمیر میں۔ اس نام نہاد آزاد کشمیر میں۔ یہاں جو جنگ بندی لائن کے اس طرف کا علاقہ آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔ یہاں جو کئی سیاسی جماعتیں ہیں۔ آپ بتائیے ۱۹۴۷ء سے اب تک یہاں جو لوگ حکمران رہے ہیں وہ آزاد۔ امیر کشمیر کا وظیفہ کھاتے رہے ہیں کہ نہیں کھاتے رہے ہیں؟ — بتائیے ایوانداری کے ساتھ۔ کھاتے رہے ہیں کہ نہیں کھاتے رہے ہیں؟ ہم کوئی جھوٹ تو نہیں بولے رہے ہیں؟ پہلے ان کو دلیفہ ملتے تھے۔ پچاس روپے لے کر بارہ سو روپے تک ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔ جب وظیفہ ختم کر دیئے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان نے۔ اس کے بعد ان کو اسی تنخواہ کے برابر امپورٹ لائسنس ملتے رہے۔ کیسے ملتے رہے کہ نہیں ملتے رہے؟ انہوں نے وہ امپورٹ لائسنس کراچی جا کر بیچے کہ نہیں بیچے؟ — پکتانی تاجروں کے پاس بیچے کہ نہیں بیچے؟ — بتائیے انہوں نے امپورٹ لائسنسوں پر کارپوریشنیں قائم کیں کہ نہیں کیں؟ راولپنڈی میں، مظفر آباد میں، میرپور میں ہر جگہ انہوں نے سیاست کے نام پر، قومی آزادی کے نام پر اسلام اور پاکستان کے نام پر قوم کو لوٹا۔ اسے غریب قوم کو لوٹا۔ ہم انہیں کیسے بخشیں گے؟ کیا آپ انہیں بخشنے پر تیار ہیں؟

(آوازیں) "ہرگز نہیں۔"

ہمارا یہ آزاد کشمیر کا علاقہ پندرہ کروڑ روپے سالانہ درآمد کرتا ہے۔ پندرہ کروڑ روپے اس میں سے امپورٹ لائسنسوں کی صورت میں ان کا سہ لیسویں کو۔ ان بھکاریوں کو۔ چھ لاکھ روپیہ ملتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ — چھ لاکھ روپے کے لیے۔ وہ چھ لاکھ بھی جو اپنی قوم کا پیسہ تھا۔ یہ لوگ لوٹتے رہے اور قوم کا بیڑہ غرق کرتے رہے۔

لے سابق صدر آزاد کشمیر بریگیڈیئر محمد حیات کے الفاظ میں  
اب زربادہ کی یہ رقم دو ارب روپے سالانہ تک پہنچی  
ہے (روزنامہ جنگ.....)



حضرات!

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ان کا سہ لیٹوں نے چاہے وہ کسی فرضی نام نہاد محاذ کے شہداء کے روپ میں ہوں، چاہے کسی مسلم کانفرنس کے روپ میں ہوں۔  
 ہم بات کرتے ہیں۔ ڈیوٹے کی چوٹ کتنے ہیں۔ اگر کوئی تردید کرنا چاہے تو کلمہ کھلا ہمارے سامنے دلیل پیش کرے اور ہم کو مطمئن کرے۔ چاہے آزاد کانفرنس گروپ میں ہوں چاہے مسلم کانفرنس کے روپ میں ہوں چاہے امد کسی روپ میں ہوں۔ معلوم یہاں اب جب سبز خاؤ لائن کھل جائے گی۔ اس پار کے کشمیر کے لوگ یہاں آئیں گے۔ آج یہاں فاروق عبداللہ آئے ہیں کل کو شیخ صاحب یہاں آئیں گے۔ نویں چمچے، یہ کفگیر یہ ٹوڈی سب سے آگے بڑھ کر استقبال کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے ۱۹۶۴ میں بھی یہی کیا۔ آج بھی یہی کرنے کی انہوں نے کوشش کی تھی۔ لیکن ہم یہاں آج فاروق عبداللہ کو سرعام بتانا چاہتے ہیں کہ حضرات سوچ لیجئے۔ اس آزاد کشمیر میں گزشتہ ۲۷ سال میں ۱۹۴۷ سے لے کر ۱۹۶۵ تک جتنی بھی سیاسی جماعتیں بنی ہیں۔ اکثر پاکستان کے اسٹیبلشمنٹ کے محکمے کی زرخیز جماعتیں تھیں۔ ان کے نام پاکستان کے سی۔ آئی۔ ڈی کے پے رول اٹھا کر دیکھ لیجئے، آپ کو ان کے چہرے، ان کی شکلیں آئینے کی صورت نظر آئیں گی کہ یہ لوگ جس طرح پولیس میں ایک سپاہی سے لے کر آئیے جتنے ہم تختہ اہل سے وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ تختہ اہل سے وصول کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم لوگ اپنے ملبسوں میں ان کو کہتے ہیں کہ یہ آزاد کشمیر کی پولیس کی پولیس فرس ہے۔

حضرات!

یہ باتیں میں اس لیے دہرانا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں اب تک ہم نے فاروق صاحب کے نوٹس میں پرائیویٹ محفلوں میں نہیں لائی ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ یہ باتیں ہم برسر عام ان کے نوٹس میں لائیں گے اور ان کو بتا دیں گے کہ وہ طبقہ جو پردے نوکرتا ہی پاکستان کی نوکرتا ہی کے اشاروں پر ناچتا ہے۔ کل کو فرض کیجئے پاکستان میں ایسی حکومت برسر اقتدار آتی ہے جو مسئلہ کشمیر کو ہی رائٹ آف کر دیتی ہے۔ آج ان کی (بھٹو صاحب کی)

ملے وزارت امور کشمیر کے ایماء پر محاذ رائے شہادی کے مقابلے میں اسی نام سے ایک پاکٹ تنظیم قائم کی گئی ہے جو کچھ عرصہ بعد خود بخود ختم ہو گئی۔



حکومت ہے۔ ہم بڑے خوش ہوتے ہیں کہ چین کی حکومت نے کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ ہم خوش ہوتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے کل پرسوں ایک تقریر میں کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت کا اعلان کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حق خود ارادیت ہمیں دے گا کن؟ کیا ہم یہ حق اس لیے مانگتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے یہ حق دیا ہے؟ کیا یہ حق ہم اس لیے مانگتے ہیں کہ چین اس حق کی حمایت کرتا ہے؟ قطعاً نہیں۔ ہمارا موقف ایسا نہیں ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ حق ہم اس لیے مانگ رہے ہیں۔ ہم اسے حق کو حاصل کرنے کی اس لیے کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ہمارا پیدائشی حق ہے۔ یہ حق جو ہے ہمیں ہمارے پروردگار نے دیا ہے جس نے ہمیں اس سرزمین میں پیدا کیا ہے۔ اگر اس سرزمین میں ہم پیدا نہ ہوئے ہوتے۔ اگر ہم امریکہ میں پیدا ہوئے ہوتے۔ اگر ہم برطانیہ میں پیدا ہوئے ہوتے۔ اگر ہم دیت نام میں پیدا ہوئے ہوتے تو وہاں بھی ہمارا یہ حق ہوتا۔ ادا اب جب کہ ہم کشمیر میں پیدا ہوئے ہیں تو یہ حق ہمیں پیدائشی طور پر میاں حاصل ہے۔ یہ حق جو ہے یہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔

حضرات!

ہم پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ ہم اقوام متحدہ کے قراردادوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہاں ہم کہتے ہیں اور ٹوٹنے کی چوٹ کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ چیز کیا ہے؟۔ ہم کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں چیز کیا ہیں؟۔ ہم کہتے ہیں کہ شملہ انگریمنٹ چیز کیا ہے؟۔ ہم نے تا شقند انگریمنٹ کو تسلیم نہیں کیا۔ اس زمانے میں جب کہ یہاں ایک فوجی آمر کی حکومت تھی، ہم نے اس کی دھمکیاں بکھیر دیے۔ ہم نے اس کی خلاف ورزی کی۔ ہم نے اسکو سہل کیا۔ ہم نے سیز فائر لائن کو توڑ دیا اور مقبوضہ کشمیر پہنچ کر وہاں کارروائیاں کیں۔

حضرات!

میں جو بات کر رہا تھا وہ یہ کہ رہا تھا کہ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ ایک آزاد قوم کی طرح زندہ رہنا اور آزاد انسانوں کے معاشرے کی طرح اپنے مستقبل کو سنوارنا، اپنے معاشرے کو بنانا، اپنی معیشت اور اپنی اقتصادی صورت حال کو سنوارنا یہ سب ہمارا پیدائشی حق ہے اور ہر وہ شخص ہر وہ قوم ہر وہ حکومت جو اس حق کی مخالفت کرے گا۔ ہم اس کے خلاف اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک ہم فتح سے ہمکنار نہیں ہوں گے۔



### حضرات!

انے چند باتوں کے بعد میں صرف ایک بات اور عرض کروں گا۔ اس کے بعد آپ کے اور معزز مہان کے درمیان میری شکل میں جو دیوار کھڑی ہے وہ یہاں سے ہٹ جائے گی۔

ایک سوال کیا گیا ہے کہ ہم مجاہد مہاجرین نے ۱۹۶۵ء میں جنگ لڑی تھی۔ جس کی پاداش میں ہم تباہ و برباد ہوئے۔ ہمارا کوئی پرسانہ حال نہیں۔ ہمارے لیے کچھ اظہار ہمدردی ظاہر کریں۔

### حضرات!

چونکہ اس وقت میں مجاذ کا صدر نہیں ہوں۔ اس لیے میں اس مسئلہ پر اپنی ذاتی رائے کا اظہار کروں گا۔

میں آپ کو ایمانداری سے کتا ہوں۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ جب بھی آپ کسی کے لیے جنگ لڑیں گے۔ چاہے وہ آپ کا دوست ہو۔ چاہے وہ آپ کا رقبہ ہو۔ وہ آپ کا کتنا ہی غم خوار بننے کی کوشش کیوں نہ کرے۔ اس سے اگر آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ جب آپ پر امتحان اور آزمائش کا وقت آئے گا تو وہ آپ کا ساتھ دے گا ایسا دنیا میں آج تک نہیں ہوا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ ۱۹۶۵ء کے مجاہد مہاجرین! میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ۱۹۶۵ء میں یہ جنگ لڑی۔ وہ آپ نے پاکستان کی فوجی قیادت میں جنگ لڑی۔ پاکستان کے جی۔ ایچ۔ کیو (J-H-Q) سے آپ کو آرڈر ملتے رہے اور پاکستانی فوج کے افراد کے تحت آپ نے وہ جنگ لڑی۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو ہا کر ان فوجی افراد سے۔ ہا کر ان فوجی جرنیلوں سے جنہوں نے آپ کو استعمال کیا۔ ان کے مگر بیان پکڑ لیجئے۔ آپ میں یہ سکت کیوں پیدا نہیں ہوئی۔ آپ ہا کر ان بڑے بڑے کرنیلوں۔ ان بڑے بڑے بریگیڈیروں۔ ان بڑے بڑے جرنیلوں سے۔ جنہوں نے راجوری کے مقام پر آپ کے سامنے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر یہ حلف اٹھایا تھا کہ وہ تب تک یہاں سے نہیں جائیں گے، جب تک اس ملک کو آزاد نہیں کر لیں گے۔ پکڑ لیجئے ان کے مگر بیانوں کو، ان میں اگر کوئی کیپٹن تھا وہ بیجہن گیا۔ کوئی سیر تھا تو وہ کرنل بن گیا۔ کوئی کرنل تھا تو وہ بریگیڈیئر بن گیا۔ کوئی بریگیڈیئر تھا تو وہ جنرل بن گیا۔ اور آپ یہاں پر ہیں جو بھوک، پیاس، افلاس اور تنگ کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لیے کہ اگر آپ نے ۱۹۶۵ء میں اپنے پاؤں



پر کھڑے ہو کر اپنے آزادی کا اعلان کیا ہوتا۔ اور اپنی آزادی کی اُسے جنگ کی قیادت اور اُس کی کمان اپنے ہاتھ میں رکھی ہوتی۔ تو آپ کے ساتھ یہ سلوک نہ ہوتا۔ بلکہ آپ کے ساتھ وہ سلوک ہوتا جو باسبر عرفات کے فدائین کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ نے پسند نہیں فرمایا اس بات کو۔ آپ فدائین نہیں بنے۔ آپ کسی فوجی افسر کی قیادت میں محض۔۔۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ تاریخ کا ایک واقعہ ہے۔ اس لیے میں تاریخ کے ساتھ نا انصافی نہیں کروں گا۔ ہم لوگ یقیناً ۱۹۶۵ء میں کرائے کے ٹنٹوں گئے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہماری یہ حالت ہے۔

میں آپ سے عرض کروں گا کہ اب بھی موقع ہے۔ چاہے وہ گندم اٹھانے کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ جلسہ کرانے کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ پولیٹیکل اکنومی کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ ایجوکیشن کا مسئلہ ہو۔ کشمیری قوم جب تک اپنی تحریک آزادی کے قیادت۔ اپنی تحریک آزادی کی کمان، اپنے ہاتھ میں نہیں رکھے گی۔ وہ کبھی آزاد نہیں ہوگی۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہے۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے۔ دنیا میں کسی دوسری قوم نے۔ مجھے اگر کوئی شخص ایک اونٹنی سی مثال دے۔ تو میرے اپنا تمام ARGUMENT اپنی تمام تقریر ختم کر دوں گا۔ اگر آپ میں سے کوئی شخص مجھے دنیا کی تدبیر میں سے کوئی اونٹنی سی مثال دے کہ کسی دوسری قوم نے کسی دوسری قوم کی آزادی کی جنگ لڑی ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ دیت نامیوں نے آزادی کی جنگ خود لڑی برہما برس لڑی۔ اور آزاد ہو گئے۔ الجزائر لڑی۔ نے آزادی کی جنگ خود لڑی۔ اپنی قیادت میں لڑی۔ برہما برس لڑی اور آزاد ہو گئے۔ فلسطینی آزادی کی جنگ خود لڑ رہے ہیں۔ اپنی کمان میں لڑ رہے ہیں۔ ان کے آزادی کا شعور جھلک رہا ہے۔ ہونے والا ہے۔ ان کی آزاد حیثیت کو تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کشمیری عوام نے آج تک اپنی آزادی کی جنگ کی قیادت



اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی۔ اس لیے آزادی کی جنگ  
لڑنے والی قوم کی حیثیت سے ہمارا وجود تسلیم نہیں کیا گیا۔

اس لیے محاذ کا پیغام۔  
یہی ہے کہ اپنے آپ کو منتظم کرو۔ اس تحریک کو۔ جس تحریک کا نام محاذ رائے شماری ہے۔  
محاذ رائے شماری کوئی سیاسی سخروں کا ٹولہ نہیں ہے۔ یہ کوئی پولیٹیکل پارٹی نہیں ہے۔ اس SENSE  
میں اس مفہوم میں جس مفہوم میں عام طور پر سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں۔ محاذ رائے شماری ایک  
تحریک کا نام ہے۔ یہ ایک عظیم عوامی تحریک ہے۔ یہ ایک نبردست سیلاب ہے اور اس  
سیلاب کا رخ ان تمام قوتوں کی طرف ہے جو قوتیں اس قوم کو غلام بنانا چاہتی ہیں۔ اسے مضبوط  
کیجئے۔ اسے منتظم کیجئے۔ اس کی صفوں میں شامل ہو جائیے۔ اور یہ جو آج آپ بات کر رہے ہیں کہ ہم خون  
کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ ہم جلد آپ کو ایک ایسا پروگرام دیں گے جس سے ہمیں یہ  
معلوم ہو جائے گا کہ یہ جو آج نعرے لگانے والے لوگ ہیں۔ ان میں سے کون دودھ پینے والے  
مجنولے ثابت ہوتے ہیں اور کون خون دینے والے مجنولے ثابت ہوتے ہیں۔ ہم اس کا آپ لوگوں  
سے امتحان لیں گے۔ اس امتحان میں ہم خود بھی شامل ہوں گے اور آپ کو بھی ہمارے ساتھ شامل  
ہونا پڑے گا۔



تو صدیوں سے ترس رہے ہیں آزادی کی چھاؤں کو  
کیوں خاطر میں لائیں گے وہ سخت سے سخت سزاؤں کو

پاؤں کی زنجیر سے میں نے اک شمشیر بنا لیا ہے  
جاؤ جا کر بتلا دو میرے دقتی آقاؤں کو

جنگ تو بند کرادی تم نے اپنی فہم و فراست سے  
رویل میس کہاں سے داپیں لاکر دو گے پاؤں کو



چاہتے بھی عہد کیا ہے اپنی ضو پر جینے کا  
یہ پیغام مرا پہنچا دو سورج کے آقاؤں کو

چھین کے مجھ سے نلق اسدیہ پوچھو میرے سلطان سے  
کیسے روک سکے گا میری بے آواز صداؤں کو